ڈاکٹر محمد ساجد خان

مکتوبات: عزیز احمد بنام صمد شاہین

عزیز احمد، تخلیق، تحقیق اور تنقید ہر میدان میں اپنی انفرادی شان رکھتے ہیں۔ انہوں نے ابتداء شاعری سے کی بعد ازاں ناول، افسانہ، تنقید، ترجمہ، تاریخ اور تحقیق کو موضوع بنایا۔ تنقید میں ترقی پسندی، اقبال شناسی، تبصرہ نگاری اور تحقیق میں تاریخ وتہذیب سے دلچسپی ان کے نمایاں موضوعات رہے۔ وہ ۱۱رنومبر ۱۹۱۳ءکو بارہ بنکی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کے بعد جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد دکن میں داخلہ لیا، ایف۔اے کے بعد ۱۹۳۴ء میں اعزاز کے ساتھ بی۔اے آنرز کیا۔ جامعہ عثمانیہ میں مولوی عبدالحق، محی الدین قادری زور، عبدالقادر سروری، وحید الدین سلیم اور مناظر احسن گیلانی ایسے اساتذہ کے سامنے زانوئے تلمذتہہ کیا۔ ان میں قریبی تعلق عبدالقادر سروری اور مولوی عبدالحق کے ساتھ رہا۔ عبدالقادر سروری کے ماہ نامہ مجلّہ ''مکتبہ'' کے معاون مدیر رہے۔ مولوی عبدالحق کی کوششوں سے اعلیٰ تعلیم کے لیے وظیفہ ملا جس کی بنیاد پر لندن یونیورسٹی سے ۱۹۳۸ء میں بی۔اے آنرز کیا۔ مولوی عبدالحق کے توسط سے ہی ای۔ایم۔فورسٹر سے بھی ملاقاتیں رہیں۔ یورپ کے قیام کے دوران ہی سوربون یونیورسٹی، فرانس سے منسلک ہوئے اور فرانسیسی زبان سیکھی۔ اسی سال وطن واپس آکر جامعہ عثمانیہ سے منسلک ہوئے۔ انگریزی لیکچرر اور ریڈر سے ترقی کرتے ہوئے پروفیسر کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۵ء نظامِ دکن کی بہو درِشہوار کے اتالیق رہے۔ ۱۹۴۶ء میں میں ایک بار پھر جامعہ عثمانیہ سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں استعفیٰ دے کر پاکستان ہجرت کی۔ ۱۹۴۹ء حکومتِ پاکستان کے فلم اور مطبوعات کے محکمے، محکمہ اطلاعات پاکستان میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر تعینات ہوئے۔ ۱۹۵۰ء تا ۱۹۵۳ء ڈپٹی ڈائریکٹر محکمہ تعلقاتِ عامہ اور وزارت امورِ کشمیر رہے۔ ۱۹۵۴ء تا ۱۹۵۷ء تک اسی محکمہ میں ڈائریکٹر رہے۔ ۱۹۵۷ء تا ۱۹۶۲ء لندن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز میں بطور اوورسیز لیکچرار اردو اور تاریخ مسلمانانِ ہند تدریس کے فرائض انجام دیے۔ ۱۹۶۲ء میں ٹورانٹو یونیورسٹی، کینیڈا کے شعبہ اسلامیات میں ایسوی ایٹ پروفیسر تعینات ہوئے۔ ۱۹۶۵ء میں اسی شعبہ میں پروفیسر بنے اور وفات تک اسی یونیورسٹی سے وابستہ رہے۔ ۱۹۷۵/۷۶ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی دعوت پر کراچی اور اسلام آباد کی جامعات میں ''قائداعظم میموریل لیکچرز'' کے سلسلے میں خطبات دیے۔ ۱۹۷۲ء میں لندن یونیورسٹی نے ڈی۔لٹ کی ڈگری عطا کی۔ وہ پہلے پاکستانی تھے جنھیں یہ اعزاز حاصل ہوا۔ رائل سوسائٹی آف کینیڈا نے ''فیلو'' مقرر کیا۔ ۱۹۶۹ء تا وفات کیلی فورنیا یونیورسٹی، لاس اینجلز، امریکہ میں وزیٹنگ پروفیسر رہے۔

انہیں اردو، انگریزی، فرانسیسی اور فارسی زبانوں پر کامل عبور تھا۔ عربی زبان کی اچھی شدبد کے ساتھ ترکی، اطالوی، جرمن، زبانوں میں گفتگو کرلیتے تھے۔ عزیز احمد نے افسانہ نگاری کا آغاز افسانوں کے تراجم سے کیا۔ رابندر ناتھ ٹیگور اور رڈیارڈ کپلنگ کے افسانوں کے تراجم کے بعد ان کا پہلا افسانہ ''کشاکش جذبات'' مجلّہ ''مکتبہ'' کے شمارہ نومبر ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔

تراجم کی کتب میں ارسطو کی فنِ شاعری (۱۹۴۱ء)، شیکسپیئر کا ڈراما رومیو جولیٹ (۱۹۴۱ء) ہنرک ابسن کا ڈراما معمارِ اعظم (۱۹۴۳ء) دانتے کی طربیۂ خداوندی (۱۹۴۳ء) ہیرلڈ لیم کی تاتاریوں کی یلغار (۱۹۶۰ء) شائع ہوئیں۔ ساتھ ساتھ نظموں کی صورت سخن طرازی بھی جاری رہی۔ ماہ لقا اور دوسری نظمیں (۱۹۴۱ء) کے علاوہ شاعری سے دلچسپی کا مظہر آلِ احمد سرور کی شراکت کے ساتھ ''انتخابِ جدید'' (۱۹۴۳ء) کی شکل میں سامنے آیا جس میں ۱۹۱۴ء تا ۱۹۴۲ء کے شعرائے عصر کا کلام منتخب کیا گیا۔ ان کے ناولوں میں گریز (۱۹۴۲ء) ہوس (۱۹۴۳ء)، مرمر اور خون (۱۹۴۴ء)، آگ (۱۹۴۵ء)، ایسی بلندی ایسی پستی (۱۹۴۸ء)، شبنم (۱۹۵۱ء)، افسانوی مجموعوں رقصِ ناتمام (۱۹۴۷ء) بے کار دن بے کار راتیں (۱۹۵۰ء) کے علاوہ تنقیدی کتب میں ترقی پسند ادب (۱۹۴۵ء)، اقبال نئی تشکیل (۱۹۵۰ء) شامل ہیں۔ تاریخ سے دلچسپی ان کی ابتدائی تحریروں سے ہی نظر آتی ہے۔ ان کی پہلی تصنیف ''نسل اور سلطنت'' (۱۹۴۱ء) تاریخ اور سیاسیات میں نسل کے تصور پر طبع زاد تحریر تھی۔ اس کے علاوہ پاکستانیت، مسلم برصغیر کی تہذیب و ثقافت، عالمِ اسلام مسائلِ تواریخ نگاری، اور شبلی سے متعلق خطبات انگریزی میں تصنیف کیے ہیں۔ عزیز احمد نے بھرپور علمی و ادبی زندگی گزاری۔ ۱۶ دسمبر ۱۹۷۸ء کو سرطان کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر وفات پائی اور ٹورانٹو، کینیڈا میں دفن ہوئے۔

صمد شاہین کی پہچان، دو ماہی رسالہ ''نیا دور'' (بنگلور) کی ادارت بنی۔ ان کی شادی اردو کی ممتاز افسانہ نگار اور نقاد ممتاز شیریں سے ۲۳ راگست ۱۹۴۲ء کو ہوئی۔ اسی زمانے میں وکالت کی سند لی۔ بعد میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری بھی لی۔ رسالہ قند، (مردان)، کے ''ممتاز شیریں نمبر'' میں ممتاز شیریں نے ادھوری آپ بیتی میں بیان کیا ہے کہ صمد شاہین ہائی کورٹ میں ایڈووکیٹ تھے لیکن پریکٹس برائے نام تھی اور کورٹ کے کیسوں کے مطالعے میں بھی ان کا جی نہیں لگتا تھا۔ بہترین لائبریری تھی یہاں چن چن کر بہترین کتابیں لاتے تھے۔ کتابیں تھی، دن رات، مطالعہ اور ادبی بحث میں گزارتے۔ ۱۹۴۴ء میں بنگلور سے دو ماہی 'نیا دور' اور انگریزی ہفتہ وار ''میسورین'' نکالنا شروع کیا۔ ''نیا دور'' پینگوئن نیو رائٹنگ طرز پر نکالا گیا۔ اردو میں کتابی صورت کا یہ پہلا رسالہ تھا۔ اس کے مدیروں میں صمد شاہین اور ممتاز شیریں دونوں شامل تھے۔ بعض شماروں میں صادق سہیل نام بھی درج ہے۔ مدیروں کے اعلیٰ ادبی ذوق، حسنِ انتخاب اور ہندوستان کے نامور ادیبوں کے تعاون سے اس رسالے کا شمار اس دَور کے معیاری ادبی رسالوں میں ہونے لگا بلکہ اس رسالے کے مشمولات کا حوالہ آج تک دیا جاتا ہے۔

ممتاز شیریں نے ''نیا دور'' دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارہ میں شائع ہونے والے مضمون بعنوان ''۱۹۴۳ء کے افسانے'' میں لکھا کہ ان کے شوہر صمد شاہین کے نزدیک ممتاز شیریں کا پہلا افسانہ ''انگڑائی'' ۱۹۴۳ء کے بہترین افسانوں میں شمار ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ممتاز شیریں میں ادبی ذوق کی تحریک، صمد شاہین سے شادی کے بعد ہوئی۔ دونوں جنوری ۱۹۴۸ء کو پاکستان ہجرت کر آئے۔ جنوری ۱۹۴۸ء میں بنگلور سے ''نیا دور'' کا آخری شمارہ شائع ہوا۔ یہ اعلان بھی شائع ہوا کہ اگلا شمارہ کراچی سے شائع ہوگا۔ ''نیا دور'' ۱۹۵۳ء تک کراچی میں مسلسل اشاعتوں کے بعد اس وقت بند ہوا جب صمد شاہین بہ سلسلۂ ملازمت یورپ گئے۔ پہلے مغربی یورپ میں تقرر رہا۔ ۱۹۵۸ء تا ۱۹۶۱ء سیٹو (SETO) کے صدر دفتر، بنکاک (تھائی لینڈ) میں تقرر رہا۔

۱۹۶۳ء تا ۱۹۶۷ء ترکی میں تعینات رہے۔ وہ بتدریج بیورو آف ریفرنس اینڈ ریسرچ میں جوائنٹ ڈائریکٹر کے عہدے تک پہنچے۔ جنوری ۱۹۶۷ء کے بعد اسلام آباد میں مستقل سکونت اختیار کی۔ جنوری ۱۹۵۴ء میں ہالینڈ کے دارالخلافہ ہیگ

میں ایک بین الاقوامی ادبی کانفرنس میں شرکت کی۔ ''نیا دور'' کے اداریے صمد شاہین کے ادبی ذوق کے شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی ادبی حیثیت مترجم کی بھی ہے۔ انہوں نے اچنت کمار سین گپتا کا بنگالی افسانہ ''دھرتی کی پکار'' کے عنوان سے ترجمہ کیا جو نیا دور کے شمارا ۱۰/۱ میں شائع ہوا۔ اس کے علاوہ کئی تخلیقی و تنقیدی کتب پر تبصرے بھی شائع ہوئے۔ صمد شاہین نے ''نیا دور'' کی ادارت میں اپنے ادبی ذوق کے تنوع کا ثبوت بہم پہنچایا ہے۔ ہر شمارہ انفرادیت کا حامل ہوتا تھا۔ اس کے بعض شماروں پر ''ترقی پسند رجحانات کا علمبردار'' کی سُرخی جمائی ہے۔ پہلے تین شماروں میں خاص طور پر احمد علی کی تخلیقات اور مضامین کو جگہ دی گئی۔ دوسرے شمارے میں احمد علی کا افسانہ ''ہماری گلی'' شامل کیا گیا۔ تیسرے شمارے میں احمد علی کا مضمون ''ترقی اور ترقی پسند'' شائع ہوا۔ چوتھے شمارے کو دوسری جنگ عظیم کے حوالے سے لکھی گئی نظموں کے لیے مخصوص کیا گیا۔ پانچویں شمارے میں صمد شاہین نے اپنی حیدر آباد اردو کانفرنس کی تقریر کو شائع کیا۔ چھٹے شمارے میں ''ادب اور سیاست''، ''ادب اور خارجیت''، داخلیت، انفرادیت، اجتماعیت، ہنگامی اور ابدی اقدار پر کرشن چندر اور احمد علی وغیرہ کے مضامین شامل کئے گئے۔ شمارہ دس/گیارہ میں بارہ جدید بنگالی افسانوں کے اردو تراجم کو پیش کیا گیا۔ مترجمین میں سید احتشام حسین، احمد ندیم قاسمی، ابن انشاء، ممتاز شیریں، سہیل عظیم آبادی، وغیرہ شامل تھے۔ شمارہ اٹھارہ/انیس ''آزادی نمبر'' اور شمارہ بیس ''فسادات نمبر'' سے مخصوص تھا۔ مندرجہ بالا انہیں ادارتی خصوصیات کی بنا پر صمد شاہین کا نام اردو ادب میں زندہ جاوید مقام کا حامل رہے گا۔

اس مضمون میں صمد شاہین کے نام لکھے گئے عزیز احمد کے چار خطوط پیش کیے جا رہے ہیں۔ دونوں کے درمیان قدرِ مشترک ''نیا دور'' ہے۔ مکتوب الیہ مدیر ہیں تو مکتوب نگار قلمی معاون ہیں۔ موضوع تکلم بھی قلمی تحریریں اور ان کی اشاعت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ تعلقِ خاطر میں بے تکلفی، دوسرے قلم کاروں کے حوالے سے بے لاگ تبصروں میں نمایاں نظر آتی ہے۔ ان خطوں سے عزیز احمد کے ذہنی رویے، افکار و خیالات، قلبی احساسات، کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ وہ اپنی تحریروں پر تنقیدی مضامین یا تبصروں کے لیے فرمائش پر بار بار اصرار کرتے ہیں بلکہ اپنی تحریروں کے لیے مبصرین کے نام گنوانے سے بھی نہیں چوکتے۔ عزیز احمد نے ان خطوط میں القاب و آداب کے لیے ''مکرمی''، ''مکرمی و محبی''، ''تسلیمات'' کے القابات استعمال کیے ہیں۔ اور ہر خط کا اختتام ''مخلص'' لکھ کر کیا ہے۔

یہ خطوط زمانی ترتیب سے مرتب کیے گئے ہیں۔ تین خط ۶ ستمبر ۱۹۴۶ء سے ۲۹ مارچ ۱۹۴۸ء کے درمیانی عرصے کے ہیں جب کہ ایک خط پر تاریخ درج نہیں اس کی داخلی شہادت کی بنیاد پر اسے آخر میں دیا گیا ہے۔

(۱)

شعبہ انگریزی

جامعہ عثمانیہ

۶ ستمبر ۱۹۴۶ء

مکرمی و محبی جناب صمد شاہین صاحب

گرامی نامہ ملا۔ ''موت سے پہلے'' (۱) اور ''بانسری بجتی رہی'' (۲) دونوں پر ریویو ارسالِ خدمت ہے۔ دونوں کتابیں اسی ہفتے خدمتِ والا میں بذریعۂ رجسٹری واپس کر دوں گا۔ نمبر ۹ میں افسانے کا انتظار نہ فرمایئے گا کیونکہ افسانہ بہت

زیادہ طویل ہے۔ کسی آئندہ نمبر کے لیے کوئی مختصر افسانہ ضرور حاضر خدمت کروں گا۔(۳) آپ کی محبت، مروت اور عنایت کا شکر گزار ہوں۔قرۃ العین حیدر والے مضمون کی کوئی نقل میرے پاس نہیں اور یوں اس میں کوئی خاص بات بھی نہیں تھی۔

''نیا دور'' کا نیا شمارہ اچھا خاصہ ہے۔ پردیسی صاحب (۴) کا افسانہ مجھے پسند آیا۔محمد حسن عسکری کا تنقیدی مضمون (۵) سطحی ہے اور اس پر تعصب اور غلطیاں دونوں ہیں۔

''گریز'' (۶) پر عبدالقادر صاحب کا ریویو ضرور شائع فرمائیے۔ میرا ایک نیا ناول ''آگ'' بمبئی سے شائع ہوا ہے مگر بہت خراب چھپا ہے۔ سرورق گندہ اور سوقیانہ ہے اور کتابت و طباعت کی اتنی غلطیاں ہیں کہ غلط نامہ اگر شائع ہو تو کتاب سے زیادہ ضخیم ہو جائے۔ایک افسانے کا مجموعہ لاہور سے شائع ہو رہا ہے جس میں ''مدن سینا اور صدیاں'' بھی شامل ہوگا۔(۷)

احمد علی صاحب کی کتاب پر میرا ریویو ذرا سخت ہو گیا ہے۔آپ چاہیں تو اس میں ترمیم یا اضافہ کر سکتے ہیں کیونکہ میں نہیں چاہتا ان سے آپ کے رسالے کے تعلقات خراب ہوں۔

محترمہ بہن ممتاز شیریں صاحبہ کی خدمت میں تسلیم۔

مخلص

عزیز احمد

(۲)

Department of English,
Osmania University,
Hyderabad Deccan.
۱۵/اکتوبر ۱۹۴۶ء

مکرمی

تسلیمات۔گرامی نامہ کا شکریہ۔آج ہی بذریعہ رجسٹری آپ کی دونوں کتابیں واپس بھیج رہا ہوں۔(۱) دیر کا شکریہ مگر اس کا باعث تساہل ہے۔اب سے یہ بہتر ہوگا کہ آپ تبصرے میرے انتخاب پر چھوڑ دیں۔یعنی جن کتابوں پر میں خود تبصرہ کر کے بھیجوں وہ شائع فرمائیں اور زیادہ تر تبصرے مقامی طور پر لکھوالیں۔

عصمت چغتائی کی ''ٹیڑھی لکیر'' پر ایک تبصرہ ارسال خدمت ہے(۲)۔بہتر تو یہ ہوگا کہ اسے ''موت سے پہلے'' اور ''بانسری بجتی رہی'' کے تبصروں کے ساتھ ہی شائع کریں(۳)۔ یہ عصمت چغتائی والا تبصرہ ذرا سخت ہے مگر میری گزارش ہے کہ اسے یونہی رہنے دیں۔زیادہ سے زیادہ اپنی ''حفاظت'' کے لیے نوٹ لکھ دیجئے کہ ایڈیٹر کا ہم خیال ہونا ضروری نہیں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ ''گریز'' پر تبصرے کا وعدہ فرمائے تقریباً ایک سال ہوتا ہے۔اب تک آپ کا وعدہ شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔کیا آئندہ اشاعت میں اس کی توقع رکھوں کہ ''گریز'' پر بھی آپ تبصرہ فرمائیں گے۔

مخلص

عزیز احمد

(۳)

Department of English,
Osmania University,
Hyderabad Deccan.

۲۹ / مارچ ۱۹۴۸ء

مکرمی صمد شاہین صاحب

چند روز قبل ایک عریضہ ارسال خدمت کیا تھا۔ اس درمیان میں دو نہایت ضروری کام نکل آئے ہیں جن کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں۔

۱۔ پاکستان ریڈیو پر وزیر اعظم پاکستان کا یہ اعلان نشر ہوا تھا کہ تمام نئی خدمات میں پاکستانی حکومت کے تخفیف شدہ یا زائد از ضرورت ملازمین کو ترجیح دی جائے گی۔ کیا آپ پبلک سروس کمیشن کے دفتر سے دریافت کر کے یہ تحریر فرما سکتے ہیں کہ اس کا اطلاق Foreign Service پر ہوگا یا نہیں۔ نیز یہ بھی دریافت فرمائیں کہ Foreign Service کی جائیدادیں کب مشتہر ہوں گی۔

۲۔ دوسرا کام یہ ہے کہ اقبال پر میری کتاب ''اقبال تشکیلِ جدید'' (۱) کا مسودہ شیخ نذیر احمد کے پاس تھا۔ (۲) اس کی کاپیاں بھی لکھی جا چکی تھیں جن کی میں نے تصحیح کی تھی۔ جب میں شیخ صاحب سے ملا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ وہ جلد شائع ہو جائے گی۔ لیکن اس کے چند ہی ہفتے بعد ہوائی جہاز کے حادثے میں ان کا انتقال ہوگیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمام مسودے وغیرہ ان کی بیوہ کے پاس ہیں جو تاج آفس عیپر روڈ کی بھی مالک ہیں (۳)۔ کیا آپ براہِ کرم ان سے یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ مسودہ اور کاپیاں محفوظ ہیں یا نہیں۔ اور نیز یہ کہ وہ اشاعت میں عجلت کریں۔ مسودہ کے پانچ سال کی اشاعت کے Contract پر میں نے اپریل ۱۹۴۷ء کو دستخط کی تھی [کذا۔ کیے تھے] اور ایک ہزار روپیہ مجھے شیخ صاحب نے نقد اسی وقت دے دیا تھا۔ اس پر بھی کتاب جلد شائع نہ ہو تو ان کی بیوہ کا بڑا نقصان ہوگا۔ میری بھی دس سال کی محنت اس میں لگی ہے اور اس کی طباعت کا مجھے بڑا انتظار ہے۔ اگر آپ بیگم نذیر احمد مالکہ تاج آفس بک ڈپو عیپر روڈ سے مل کر اس خصوص میں تفصیلات دریافت کر سکیں تو میں حد درجہ ممنون ہوں گا۔ بھابھی صاحبہ کی خدمت میں تسلیم عرض۔ ''نیا دور'' کی نئی زندگی کس حال میں ہے۔ (۴)۔

عزیز احمد

(۴)

شعبہ انگریزی

جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد دکن (۱)

مکرمی صمد صاحب۔ تسلیمات۔ گرامی نامہ ملا۔ بہت بہت شکریہ۔ ''فسادات نمبر'' کے لیے ایک افسانہ ارسال خدمت ہے (۲)۔ اگر پسند آئے تو شائع فرمایئے اور کتابت جلد کرا کے اصلی مسودہ چودھری رشید احمد صاحب مالک مکتبہ جدید لاہور کو بھیج دیجیے۔ کیونکہ یہ افسانہ میرے نئے افسانوی مجموعہ میں بھی شامل ہوگا (۳)۔ اس صورت میں بھی کہ آپ کے خیال میں

یہ افسانہ اشاعت کے قابل نہ ہوا۔ اسے براہِ راست مکتبہٴ جدید کو بھیج دیجیے۔
اخبارات اور خصوصاً Foreign Service کے اشتہارات پر نظر رکھیے گا (۴) احمد علی صاحب کے تقرر کی خبر سے خوشی ہوئی۔ (۵) فارن پبلسٹی کے لیے ان سے زیادہ موزوں آدمی ملنا مشکل تھا۔
نمبر ۱۴ کب تک شائع ہوگا۔ میں نے آپ کو پہلے بھی لکھا تھا کہ مجھے ''نیا دور'' نمبر ۱۳ نہیں ملا (۶)۔ اگر ہو سکے تو قیمتاً ہی مجھے نمبر ۱۳ بھیج دیجیے۔ بھابھی صاحبہ کی خدمت میں آداب عرض۔

مخلص

عزیز احمد

حواشی:

خط نمبر ۱

۱۔ ''موت سے پہلے'' احمد علی کی تصنیف ہے جو ۱۹۴۵ء میں انشا پریس، دہلی سے شائع ہوئی۔ عزیز احمد کا اس کتاب پر تبصرہ ''نیا دور'' کے شمارہ-۱۲، ستمبر ۱۹۴۷ء کے ص ۲۳۸ تا ۲۳۹ پر شائع ہوا۔

۲۔ اس تصنیف کا درست نام ''اور بنسری بجتی رہی'' ہے۔ اور یہ دیویندر سیتارتھی کا افسانوی مجموعہ ہے جو انڈین اکیڈمی، لاہور سے ۱۹۴۶ء میں شائع ہوا۔ عزیز احمد کا اس کتاب پر تبصرہ ''نیا دور'' کے شمارہ ۱۲، ستمبر ۱۹۴۷ء کے ص ۲۳۹ تا ۲۴۰ پر شائع ہوا۔

۳۔ عزیز احمد ''نیا دور'' کے شمارہ نمبر ۹ کے لیے تو افسانہ نہ بھیج سکے۔ شمارہ نمبر ۱۱/۱۰ چونکہ بنگالی افسانوں کے تراجم کے لیے مخصوص تھا لہٰذا ان کا افسانہ شمارہ نمبر ۱۲ میں ''زرِ خرید'' کے عنوان سے ص نمبر ۹۹ تا ۱۲۹ پر شائع ہوا۔

۴۔ یہاں ''پردیسی'' سے مُراد پریم ناتھ پردیسی ہیں جن کے افسانے اور افسانوں کے تراجم ''نیا دور'' اور ''ہمایوں'' میں شائع ہوتے رہے۔ ''اردو افسانے کا ارتقاء'' از ڈاکٹر مسعود رضا خاکی میں ان کے ایک افسانوی مجموعے ''دنیا ہماری'' کا بھی ذکر ملتا ہے۔

۵۔ یہ تنقیدی مضمون بعنوان ''ہیئت یا نیرنگِ نظر'' نیا دور کے شمارہ نمبر ۸ میں شائع ہوا۔

۶۔ عزیز احمد کا یہ ناول، مکتبہ اردو، سویرا پریس، لاہور سے ۱۹۴۲ء میں شائع ہوا۔

۷۔ یہ افسانوی مجموعہ ''رقصِ ناتمام'' کے نام سے ۱۹۴۷ء میں مکتبہ جدید، لاہور، سے شائع ہوا۔

خط نمبر ۲

۱۔ یہاں تبصرے کے لیے صمد شاہین کی طرف سے بھیجی گئیں ان دو کتابوں کا ذکر ہے جن کا حوالہ پچھلے خط میں بھی موجود تھا۔ یہ کتابیں ''موت سے پہلے از احمد علی'' اور ''اور بنسری بجتی رہی از دیویندر سیتارتھی'' تھیں۔

۲۔ یہ تبصرہ ''نیا دور'' کے شمارہ ۱۹/۱۸، نومبر ۱۹۴۹ء ''آزادی نمبر'' میں شائع ہوا۔

۳۔ ان کتابوں پر تبصرہ ''نیا دور'' کے شمارہ-۱۲، ستمبر ۱۹۴۷ء میں شائع ہوا۔

خط نمبر ۳

۱۔ یہ کتاب ''اقبال: تشکیل جدید'' کی بجائے ''اقبال: نئی تشکیل'' کے عنوان سے ۱۹۵۰ء میں کتب خانہ تاج آفس، کراچی سے شائع ہوئی۔ بعد ازاں یہ کتاب مکتبہ اردو، لکھنو سے بھی شائع ہوئی۔

۲۔ کتب خانہ تاج آفس، کے مالک تھے۔ ان کا دفتر بمبئی میں تھا۔

۳۔ کتب خانہ تاج آفس کا ایمپیر روڈ، کراچی میں ذیلی دفتر تھا۔ ۱۹۴۷ء کی تقسیم ہندوستان اور شیخ نذیر احمد کی وفات کے بعد ان کی بیگم نے کراچی کے دفتر کو ہی اشاعت کے لیے مرکزی دفتر بنایا۔

۴۔ ''نیا دور'' کی نئی زندگی سے مراد ''بنگلور'' سے اشاعت کی بجائے۔ صمد شاہین کی پاکستان ہجرت کے بعد کراچی سے از سرِ نو اشاعت ہے۔ بنگلور سے جنوری ۱۹۴۸ء کو آخری شمارہ شائع ہوا۔

خط نمبر ۴

۱۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں لیکن خط کے متن میں ''فسادات نمبر'' کے لیے افسانہ بھیجنے کا ذکر موجود ہے۔ اس کے علاوہ ''نیا دور'' کے شمارہ ۱۳ کے موصول نہ ہونے سے متعلق استفسار ہے۔ ان شہادتوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو اول: ''فسادات نمبر'' مارچ ۱۹۴۹ء کو شائع ہوا۔ دوم شمارہ-۱۳، جنوری ۱۹۴۸ء کو اشاعت پذیر ہوا۔ یہ خط جنوری ۱۹۴۸ء تا مارچ ۱۹۴۹ء کے درمیانی عرصے کا ہے۔

۲۔ ''نیا دور'' کا فسادات نمبر، شمارہ ۱۷/۱۶ تھا جو مارچ ۱۹۴۹ء کو شائع ہوا اور اس میں عزیز احمد کا افسانہ ''کالی رات'' ص ۲۹۱ تا ۳۱۰ پر چھپا۔

۳۔ نئے افسانوی مجموعے سے مراد ''بے کار دن بے کار راتیں'' ہے جو مکتبہ جدید، لاہور سے دسمبر ۱۹۵۰ء کو شائع ہوا اور افسانہ ''کالی رات'' بھی اس میں شامل ہے۔

۴۔ Foreign Service کے اشتہار کا ذکر اس لیے ہو رہا ہے کہ حکومت کی پالیسی میں شامل تھا کہ اگر کوئی شخص ملک کے قیام (۱۹۴۷ء) سے پہلے کسی ملک پاکستان (چاہے متحدہ ہندوستان) میں ملازمت کرتا رہا ہو تو اسے ملازمت دے دی جائے گی۔ عزیز احمد چونکہ جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن میں انگریزی کے اُستاد تھے اس لیے وہ پاکستان ہجرت کرنے سے پہلے ملازمت کے انتظام کے خواہاں تھے۔ اسی لیے وہ ۱۹۴۹ء کو جامعہ عثمانیہ میں استعفیٰ دینے کے بعد ۱۹۴۹ء میں ہی حکومت پاکستان کے محکمہ فلم اور مطبوعات سے وابستہ ہوئے۔

۵۔ احمد علی، فارن پبلسٹی کے ڈائریکٹر مقرر ہوئے تھے۔

۶۔ ''نیا دور'' کے شمارہ-۱۳ میں ان کا مضمون بعنوان ''ادبی تنقید'' شائع ہوا تھا۔

فہرستِ اسنادِ محولہ:

۱۔ ابوبکر عباد، ممتاز شیریں: کہانی کار، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، ۲۰۰۶ء۔

۲۔ انوار احمد، ڈاکٹر، اردو افسانہ: ایک صدی کا قصہ، مثال پبلشرز، فیصل آباد، ۲۰۱۰ء۔

۳۔ انور سدید، ڈاکٹر، پاکستان میں ادبی رسائل کی تاریخ، اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۲ء۔

۴۔ شمشیر خاں، پاکستان کے منتخبہ ادبی رسائل، کتب خانہ آریا مہر، کراچی، ۱۹۷۰ء۔
۵۔ عزیز احمد، گریز، مکتبہ اردو، لاہور، ۱۹۴۲ء۔
۶۔ عزیز احمد، اقبال، نئی تشکیل، کتب خانہ تاج آفس، کراچی، ۱۹۵۰ء۔
۷۔ عزیز احمد، بے کاردن بے کار راتیں، مکتبہ جدید، لاہور، ۱۹۵۰ء۔
۸۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو افسانہ اور افسانہ نگار، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۰ء۔
۹۔ مالک رام، تذکرہ معاصرین، حصہ دوم، مکتبہ جامعہ لمٹیڈ، نئی دہلی، ۲۰۱۱ء۔
۱۰۔ مرزا حامد بیگ، ڈاکٹر، عزیز احمد (کتابیات)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۶ء۔
۱۱۔ مسعود رضا خاکی، ڈاکٹر، اردو افسانے کا ارتقاء، مکتبہ خیال، لاہور، ۱۹۸۷ء۔
۱۲۔ ممتاز شیریں، منٹو: نوری نہ ناری، شہرزاد، کراچی، دوسری اشاعت، ۲۰۰۴ء۔

ادبی جرائد:

۱۔ سوغات، بنگلور، (خصوصی گوشہ ممتاز شیریں)، شمارہ-۳، ستمبر ۱۹۹۲ء
۲۔ قند، مردان، (ممتاز شیریں نمبر)، فروری ۱۹۴۷ء
۳۔ نیادور، بنگلور، شمارہ-۶، ۸، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۷